کچھ المامون کی اوّلیات کے بارے میں

(از جناب شبیر احمد خاں صاحب غوری ایم۔ اے ایل ایل بی سابق رجسٹرار امتحانات عربی و فارسی اتر پردیش)

(۳)

(سلسلہ کے لئے ملاحظہ فرمائیے برہان جولائی ۱۹۷۴ء)

بہر حال قبل مامونی دور کے اساطینِ معتزلہ میں سے ہر فاضل اپنے عہد کا عبقریِ وقت تھا ان کا گل سر سبد ابوالہذیل العلاف ہے۔ وہ ۱۳۵ھ میں پیدا ہوا تھا لہذا جب مامون نے بغداد آکر اعتزال نوازی شروع کی تو ستّر سال کا ہو چکا ہوگا۔ اس طرح اس کی علمی و فکری سرگرمیوں کا بہترین زمانہ مہدی اور ہارون کے عہد میں گزرا۔ اُس کے علم و فضل کے بارے میں مرتضیٰ زیدی نے نقل کیا ہے"

"کان نسیج وحدہ وعالم دھرہ ولم یتقدمہ احد من الموافقین له ولا من المخالفین"

قاضی عبد الجبار نے لکھا ہے کہ مجوس و ثنویہ اور دوسرے مخالف اسلام فرقوں کے ساتھ اُس کے مناظرے مشہور ہیں اُس کے ہاتھ پر تین ہزار سے زائد لوگ مشرف باسلام ہوئے۔ "دقیق الکلام" اور "جلیل الکلام" میں اُس کی دستگاہ عالی اور کثرت تصانیف کے بارے میں مرتضیٰ زیدی کی نقل اوپر مذکور ہو چکی ہے۔ مگر یہ سب معتزلی معتقدین کے تبصرے ہیں۔

مخالفین بھی ۔ الفضل ما شہدت بہ الاعداء

کے مصداق اُس کی عظمتِ فکر کے معترف ہیں۔ ابو الحسین الملطی نے "رد البدع والاہواء" میں اُس کے بارے میں لکھا ہے۔

"وابوالهذیل هذا الحدید ذلق فی اهل الجدل مثله"

اور یہ ابوالہذیل وہ ہے کہ اُس جیسا ماہرین (مناظروں) میں نہیں پایا گیا۔

شہرستانی اُس کے بارے میں لکھتا ہے:۔

"ابوالهذیل حمدان بن ابی الهذیل العلاف شیخ المعتزلہ ومقدم الطائفہ ومقرر الطریقة والمناظر علیها

ابوالہذیل حمدان بن ابی الہذیل العلاف فرقہ معتزلہ کا شیخ (سردار) تھا، وہ اس گروہ کا پیشوا تھا، ان کے مسلک کو مستحکم کرنے والا اوران کی جانب سے مناظرہ کرنے والا۔

دوسری جگہ لکھتا ہے:۔

"ابوالهذیل العلاف شیخهم الاکبر"

ابو اسحٰق النظام کے بارے میں جاحظ کا تبصرہ گذر چکا ہے کہ میں نے علم کلام اور فقہ میں اُس سے زیادہ عالم نہیں دیکھا اقبال کا شعر ہے

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

اور یہی بات جاحظ نے نظام کے بارے میں لکھی ہے:۔

قال الجاحظ: الاوائل یقولون فی کل الف سنة رجل لانظیر له۔ فان کان ذلك صحیحًا فهو ابو اسحٰق النظام"

جاحظ نے کہا ہے: پہلے لوگ کہا کرتے تھے کہ ہر ہزار سال میں ایک ایسا شخص بھی پیدا ہوتا ہے جس کی مثال و نظیر نہیں ہوا کرتی۔ لیکن اگر یہ بات صحیح ہے تو اس ہزارہ کا وہ شخص نظام ہے

ارسطا طالیسی فلسفہ کی نہایت غامض وعویص کتاب ارسطو کی "مابعد الطبیعیات" (یا

کتاب الحروف) ہے مگر نظام نہ صرف اس کا حافظ ہی تھا۔ وہ اس کا دیدہ ور نقاد بھی تھا اور محض حافظہ کی مدد سے اس کار کو کر سکتا تھا۔ اس کی تفصیل سابق میں مذکور ہو چکی ہے جز لا تیجزی کے سلسلے میں ابن سینائی فلسفہ کے اندر جو چار (یا چھ) مذاہب مشہور ہوتے، ان میں سے ایک نظام کی عبقریت کا نتیجہ تھا۔

عہد ہارونی کا تیسرا مشہور مفکر ابو سہل بشر بن المعتمر تھا، اس کے بارے میں مرتضیٰ زیدی نے لکھا ہے :۔

"وھو رئیس معتزلۃ بغداد"

اُس نے معتزلہ کے مخالف فرقوں کے رد میں ایک قصیدہ لکھا تھا، جس میں چالیس ہزار بیت تھے۔ ابو سہل بشر کے بارے میں شہرستانی لکھتا ہے :۔

"البشریہ اصحاب بشر بن المعتمر کان من افضل علماء المعتزلۃ"

اس عہد کا ایک اور جلیل القدر معتزلی مفکر معمر بن عباد السلمی تھا۔ ہندوستان کے کسی معاصر راجہ نے ہارون کو لکھا تھا کہ اگر آپ کا مذہب عقل و خرد کے مطابق ہے تو میرے دربار کے سمنی عالم سے مناظرہ کے لئے کسی مسلمان عالم کو بھیجئے۔ ہارون متکلمین سے سخت ناراض تھا لہٰذا ایک محدث کو مناظرہ کے لئے بھیجا جو سمنی عالم کے سوالوں کا جواب نہ دے سکا اور مسلمانوں کی بڑی سبکی ہوئی۔ ہارون کو جب یہ اطلاع ملی تو قیامت ٹوٹ پڑی اور متکلمین کی تلاش ہوئی ان کے اندر قرعہ فال معمر بن عباد کے نام پڑا۔ وہ ہندوستان گیا جہاں راستہ میں اس کی وفات ہوگئی۔

عہد ہارونی میں اور بھی عظیم المرتبت معتزلی تھے جیسے ابو عثمان اسمٰعیل بن ابراہیم ادیبی جس کے بارے میں مرتضیٰ زیدی نے لکھا ہے

"کان عالماً زاھداً جلاً حاذقاً بمسائل الکلام"

ابو سعود عبدالرحمٰن العسکری جس کے بارے میں لکھتا ہے۔

"وکان . . . . مقدماً فی الکلام والحدیث"

ابو عامر انصاری جس کے بارہ میں لکھتا ہے ۔ "کان عظیم القدر فی الفقہ والکلام"

غرض مہدی اور ہارون کا زمانہ معتزلی علم کلام کا دورِ طلائی Golden Period ہے اور یہ اس کے باوجود کہ ہارون کو علمِ کلام اور جدلیات سے کوئی دلچسپی نہیں تھی، بلکہ وہ ان سرگرمیوں کو ناپسند کرتا تھا ۔ وہ تو صرف شعر و ادب کا رسیا تھا یا فقہاء اُس کے یہاں بار پاتے تھے چنانچہ ابن الاثیر نے "کامل" میں لکھا ہے ۔

"ویمیل الی اھل الادب والفقہ ویکرہ المراء فی الدین" ہارون الرشید کا میلان ادباء و فقہاء کی طرف تھا وہ دین کے معاملہ میں بحث و مباحثہ کو ناپسند کرتا تھا

زیادہ وضاحت مرتضیٰ زبیدی نے کی ہے ۔ وہ لکھتا ہے :-

وکان الرشید نھٰی عن الکلام و امر بحبس المتکلمین" ہارون الرشید نے علمِ کلام کی ممانعت کر دی تھی اور متکلمین کو قید کرنے کا حکم دے دیا تھا

لیکن اس کے باوجود اُس کے عہد نے عظیم المرتبت معتزلی متکلم پیدا کئے جن میں سے ہر ایک اپنے وقت کا عبقری تھا ۔ جن کے سامنے عہدِ مامونی کے معتزلی متکلم بونے نظر آتے ہیں ۔ بلکہ واقعہ یہ ہے کہ مامون کے زمانہ میں جو اعتزال کی گرم بازاری نظر آتی ہے وہ عہدِ ہارونی کے معتزلی مفکرین ہی کی تفکیری سرگرمیوں کا تسلسل تھی ۔

غرض مامون اپنی عقلیت پرستی اور اعتزال نوازی کے باوجود اُس پایہ کے معتزلی نہ پیدا کر سکا جن کا مہدی اور ہارون کے زمانہ میں نبوغ ہو چکا تھا ۔

ہارون نے ۱۹۳ھ میں وفات پائی ۔ اُس کے بعد امین خلیفہ ہوا جو ۱۹۸ھ میں برادرانہ خانہ جنگی کے نتیجے میں قتل ہوا امین کے بعد اُس کا بھائی مامون سریر آرائے خلافت ہوا ۔ امین کو بھی اعتزال سے کوئی دلچسپی نہیں تھی ۔ اہذا عہد ہارونی کے اساطین معتزلہ اس عرصہ میں خانہ نشین رہے ۔ البتہ جب مامون بغداد آیا تو پھر یہ محفل دوبارہ جمی اور پھر کوئی تیس سال تک ر واثق

کے عہدِ خلافت کے آخر تک) دربار پر معتزلہ چھائے رہے تا آنکہ متوکل نے انتصار سنت پر کمر باندھی۔

اس کے بعد فاضل مقالہ نگار کا یہ خیال کہ

"مامون کی تفلسف پسندی کے نتیجے میں معتزلہ پیدا ہوئے"

کسی مزید تبصرہ کا محتاج نہیں رہتا۔ اعتزال کی ابتدا اس سے کہیں پہلے ہو چکی تھی اور مامون کے پیشرووں کا زمانہ تو فرقہ معتزلہ کی کلامی سرگرمیوں کی تاریخ کا دور طلائی ہے۔

زندقہ مامون سے پہلے

فاضل مقالہ نویس کا خیال ہے کہ خلیفہ مامون کی تفلسف پسندی اور یونانی فلسفہ وحکمت کی کتابوں کے روم سے منگا کر عربی زبان میں ترجمہ کرانے کے نتیجے میں

"زنادقہ پیدا ہوئے"[1]

مگر یہ خیال تاریخی واقعات سے مطابقت نہیں رکھتا، کیوں کہ

(۱) زندقہ مامون کے تختِ خلافت پر متمکن ہونے اور یونانی فلسفہ وحکمت سے اعتنا کرنے سے کہیں پہلے وجود میں آچکا تھا اور جس طرح مامون کے دادا مہدی اور باپ ہارون الرشید کا عہدِ حکومت اعتزال کا عہدِ طلائی ہے، اسی طرح اس کے دادا اور چچا ہادی کا زمانہ زندقہ کی وبا کی انتہائی شدت کا دور ہے اور ان دونوں کی تادیبی سرگرمیوں نے تقریباً اس کا استیصال کر دیا تھا۔ اس کے بعد بھی الحاد وزندقہ کا ذکر سننے میں آتا ہے، مگر خال خال۔ زنادقہ کی سرگرمیاں جاری رہیں، مگر علانیہ نہیں، بلکہ صرف چوری چھپے طور پر۔

(۲) خود مامون کا جہاں تک تعلق ہے، وہ اس کی نشر واشاعت کی ہمت افزائی کے

---

[1] برہان بابت مارچ ۱۹۷۹ء صفحہ ۲۰۰ س ۵ وما قبل

[تصحیح: پہلی قسط میں خلیفہ عبداللہ المامون کے لئے کہیں کہیں "مامون الرشید" لکھا گیا ہے اس میں سے الرشید کو قلم زد کر دیا جائے]

بجائے اپنے دادا اور چچا کی طرح انتہائی سختی کے ساتھ اس کی بیخ کنی کے درپے رہتا تھا۔

اسی اجمال کی تفصیل سطور ذیل میں پیش کی جارہی ہے۔

زندقہ کا مفہوم اور اشتقاق | "زندقہ" "زندیق" کا اسم ہے۔ مگر "زندیق" عربی الاصل لفظ نہیں ہے، بلکہ عام طور پر فارسی لفظ "زندیک" کا معرب سمجھا جاتا ہے، یعنی "زند" کا قائل۔ "زند" "اوستا" کی تفسیر کا نام ہے جو مجوسیوں کی مقدس کتاب تھی۔

اس طرح ابتدا میں "زندیق" اُس ملحد کو کہتے تھے جس کا رجحان و میلان کسی نہج سے بھی مجوسیت (بالخصوص مانویت) کی طرف ہوتا تھا۔ بعد میں اس کا استعمال ملاحدہ کے جملہ انواع کے لئے ہونے لگا اور آخری زمانہ میں یہ لفظ اُن ملاحدہ کے لئے مخصوص ہوگیا جو بظاہر مومن مگر بباطن کافر ہوتے تھے۔[1]

قدیم علمائے لغت کے نزدیک "زندیق" فارسی الاصل لفظ "زندیک" کا معرب ہے چنانچہ جوالیقی نے ابنِ درید سے نقل کیا ہے "قال ابن درید: قال ابو حاتم: الزندیق فارسی معرب"[2] ابن درید نے ابو حاتم کا قول نقل کیا ہے کہ زندیق فارسی کا لفظ ہے جو معرب ہوگیا ہے

جہاں تک اس کے اشتقاق کا تعلق ہے:-

(الف) عربی کے قدیم اہلِ لغت کے دو خیال ہیں:-

۱۔ ابنِ درید نے ابو حاتم سے اس کی اصل "زندہ کرد" نقل کی ہے [زندہ کرد بمعنی عمل] یعنی وہ شخص جو دہر کی ہمیشگی کا قائل ہو۔

"قال ابنِ درید: قال ابو حاتم ..... کان اصلہ عندہ زندہ کرد۔ زندہ الحیاۃ وکرد: العمل اے یقول بدوام الدہر"[3]

۲۔ دوسرا قول جیسے صاحبِ قاموس نے لکھا ہے یہ ہے کہ یہ "زن دین" کا معرب ہے

---

[1] "دستور العلماء" اور "شرحِ مقاصد" کی شہادتیں آگے آرہی ہیں

[2] و [3] جوالیقی:۔ المعرب من الکلام الاعجمی واصلاح ماتغلط بالعامۃ ۔ صفحہ ۱۶۶ ۔ ۱۶۷

یعنی عورتوں کا دین :-

"الزندیق . . . . هو معرب زن دین لے دین المرأة"[1]

(ب) عہد حاضر میں بھی اس کے ماخذ کے بارے میں دو رائیں ہیں :-

۱- عام رائے یہ ہے کہ یہ "زندیک" کا معرب ہے "زندیک" یا "زندی" بمعنی "زند" کو ماننے والا - جیسا کہ اوپر مذکور ہوا "زند" "اوستا" کی تفسیر کا نام ہے جو مجوسیوں کی کتاب مقدس تھی اور چونکہ پیروانِ مانی غیر مذہب کی الہامی کتابوں کی تاویل اپنے حسب منشا کیا کرتے، لہٰذا یہ لفظ اُن کے لئے (اور بعد میں مزدک کے پیروؤں کے لئے بولا جانے لگا)۔

"وقیل انه تعریب زند یك وهو الذی یعمل بموجب ما هو مسطور بکتاب الزند"[2]

کہا گیا ہے کہ یہ لفظ (زندیق) "زندیک" کا معرب ہے جو کتاب "زنداوستا" کے لکھے ہوئے کے بموجب عمل کیا کرتا تھا۔

۲- پروفیسر بیون کا خیال ہے کہ یہ ارامی زبان کے لفظ "صدیقا" کا مفرس ہے جو پیروانِ مانی کے مراتب پنجگانہ میں سے ایک مرتبہ کا نام تھا۔[3]

قواعد تفریس کی رو سے حرف مشدد کی پہلی آواز "نون" سے بدل جاتی ہے جیسے "سبّت" کا بائے مشدد فارسی میں آکر "نب" سے بدل گیا [باقی حروف میں سے س شین سے اور ت ذال سے بدل گیا] اس طرح "سبّت" فارسی قدیم میں آکر "شنبذ" ہو گیا جو متداول

---

[1] مجد الدین الفیروزآبادی : القاموس المحیط، الجزو الثالث صفحہ ۲۵۰ - ۲۵۱ (المطبع المصطفیٰ البابی الحلبی بمصر - الطبعۃ الثانیۃ ۱۳۷۱ھ)

[2] السید ادی شیر رئیس اساقفہ سعرد الکلدانی : کتاب الالفاظ الفارسیہ ، صفحہ ۰

[3] مانی کے متبعین کے پانچ مراتب تھے : المعلمین، المشمسین، القسیسین، الصدیقین، اور السماعین - ان میں السماعین سب سے نیچے کا درجہ تھا، اس کے بعد "الصدیقین" کا مرتبہ تھا جو فقر و فاقہ، تجرد اور ریاضت و مجاہدہ کے باب میں مانویت کی پوری تعلیم پر عمل پیرا ہونے کی ذمہ داری لیتے تھے - اس طرح شدہ شدہ یہ "صدیقین" یا "زندیک" کا لفظ مانوی مذہب کے پیروؤں کے لئے بولا جانے لگا اور چونکہ مانوی ملحد سمجھے جاتے تھے اس لئے "زندیق" کا لفظ ملحد کے مترادف ہو گیا -

۳۰

فارسی میں "شنبہ" (بمعنی سینیچر) ہے[1]

اسی طرح ارامی کا "صدیقا" "زندیک" ہوگیا [ص ز سے، دال مشدد ند سے اور ق کاف سے بدل گئے]

زندیق کے مصادیق | اسلامی نظام مصطلحات میں "زندیق" کے مندرجہ ذیل مصداق تھے:-

۱- ثنوی یعنی دو اصلوں (نور وظلمت یا یزدان واہرمن) کا قائل،

۲- دہریہ جو باری تعالیٰ (خالق کائنات) اور آخرت پر ایمان نہ رکھتا ہو، اور

۳- جو ظاہر میں مومن ہو مگر بباطن کافر۔

چنانچہ مجدالدین فیروزآبادیؒ نے "القاموس" میں لکھا ہے۔

الزندیق = بالکسر من الثنویۃ والقائل بالنور والظلمۃ[1] او من[2] لا یومن بالآخرۃ والربوبیۃ ومن[3] یبطن الکفر ویظہر الایمان"[2]

اسی طرح متاخرین میں تھانوی نے "کشاف اصطلاحات الفنون" میں لکھا ہے

الزندیق = بالکسر وسکون النون وکسر الدال

۱- ثنوی کہ قائل دو صانع است وازاں ہر دو بنور وظلمت ویزدان واہرمن تعبیر کنند خالق خیر را یزداں گویند وخالق شر را اہرمن یعنی شیطان،

۲- وآں کہ بحق تعالیٰ وآخرت ایمان نداشتہ باشد،

۳- وآنکہ ایمان ظاہر کند ودر باطن کافر باشد"[3]

آخری زمانہ میں اس لفظ کا اطلاق مندرجہ بالا مصادیق میں سے صرف آخری مصداق کے ساتھ مخصوص ہوگیا چنانچہ "دستور العلماء" میں علامہ تفتازانی سے نقل کیا ہے[4]:-

---

[1] Brown. E.G.- History of Persian Literature. Vol. I. P. 147

[2] مجدالدین الفیروزآبادی: القاموس المحیط الجزء الثالث صفحہ ۲۰۰-۲۰۱

[3] تھانوی: کشاف اصطلاحات الفنون - الجزء الثالث صفحہ ۶۱۷

[4] دستور العلماء المجلد الثانی صفحہ ۱۵۶

"وفي شرح المقاصد وان كان اعترف بنبوة النبي صلى الله عليه وآله وسلم واظهاره شعائر الاسلام ويبطن العقائد التي هي كفر بالاتفاق خص باسم الزنديق"

"شرح مقاصد" میں ہے اگر اُس شخص کو جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اقرار ہو اور شعائر اسلام کا اظہار کرتا ہو مگر ایسے معتقدات باطن میں رکھتا ہو جن کے کفر ہونے پر علماء کا اتفاق ہے تو اُسے "زندیق" کے نام سے مخصوص کیا جائے گا۔

لیکن ابتداء میں بالخصوص مامون کے خلیفہ ہونے سے پہلے یہ لفظ "مانویوں" کے لئے مستعمل تھا جن کا مذہب "مانویت" اور "مزدکیت" و "اباحت" کی معجون مرکب تھا۔ زندقہ اسلام سے پہلے | اُصولاً "زندقہ" مانوی مذہب کا نام تھا، جس کی بنیاد مانی نے ڈالی تھی،

"مانویت" ثنویت یا مجوسیت کی بے شمار شکلوں میں سے ایک شکل ہے۔ یہ مختلف شکلیں دو بڑی جماعتوں میں تقسیم کی جا سکتی ہیں

۱۔ وہ اشکال جو مجوسیت کے داخلی اختلافات کا نتیجہ ہیں جیسے مزدائیت، زرادشتیت، کیومرثیت، مزدکیت وغیرہ۔

۲۔ وہ اشکال جو مسیحیت اور مجوسیت کے درمیان تطبیق کی کوشش سے پیدا ہوئیں یا مجوسیت کے مسیحیت سے متاثر ہونے کے نتیجہ میں ظہور میں آئیں۔ ان میں تین شکلوں کی زیادہ شہرت ہوئی۔ مرقونیہ، دیصانیہ، اور مانویہ غرض "مانویت" مجوسیت اور مسیحیت کے درمیان سمجھوتے کے نتیجہ میں پیدا ہوئی، چنانچہ شہرستانی نے "الملل والنحل" میں لکھا ہے

"المانوية : اصحاب مانى بن فاتك ..... اخذ دينا بين المجوسية والنصرانية"[1]

مانویہ : مانی بن فاتک کے پیروؤں کا نام ہے ..... مانی نے مجوسیت اور مسیحیت کے درمیان ایک مذہب جاری کیا۔

چنانچہ وہ ایک جانب زردشت کو نبی مانتا تھا اور دوسری جانب سیدنا حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا

---

[1] شہرستانی : الملل والنحل القسم الاول صفحہ ۶۱۹ (مطبوعہ ازہر الطبعۃ الاولیٰ)

وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی نبوت کا بھی قائل تھا لہٰذا اُس نے مجوس سے اُن کی "ثنویت" (عالم کی دو اصلوں نور وظلمت کے عقیدہ) کو لیا اور مسیحیت سے اُس کی رہبانیت کو لیکن زیادہ زور اپنے مسالک کے وجودیاتی COSMOGONICAL اور کونیاتی ONTOLOGICAL پہلوؤں پر دیتا تھا اور اسی کو مقالات نویسوں نے نمایاں کیا ہے چنانچہ شہرستانی نے ابو عیسیٰ وراق سے (جو خود مجوسی الاصل تھا اور اس لئے اس مذہب کے مختلف فرقوں کی تعلیمات سے واقف تھا) نقل کیا ہے:

"ان الحکیم مانی زعم ان العالم مصنوع مرکب من اصلین قدیمین احدهما النور والآخر ظلمة - وانهما ازلیان لم یزالا ولن یزالا ..... وهما مع ذلك فی النفس والصورة والعقل والتدبیر متضادان وفی الحیز متحاذیان تحاذی الشخص والظل"[1]

حکیم مانی کا خیال تھا کہ عالم دو اصلوں سے بنا ہے جو قدیم ہیں: - ایک نور دوسرا ظلمت اور یہ کہ یہ دونوں ازلی ہیں ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گے۔ اور یہ دونوں نفس، صورت، عقل اور تدبیر میں ایک دوسرے کی ضد ہیں اور حیز میں ایک دوسرے کے اس طرح مقابل ہیں جس طرح شخص OBJECT اور اُس کا ظل یا سایہ IMAGE ہوتے ہیں۔

اس کے ساتھ اُس نے مسیحی رہبانیت کو جو مغربی ایشیا کے غنوصی اور دوسرے قدیم غیر الہامی مذاہب کے زہد یا فرار عن الحیاۃ کا نصرانی چربہ تھی، اسی وجودیاتی تفکیر کے ساتھ ملا دیا۔ اس کی تفصیل یہ ہے :-

دنیا کے دیگر مذاہب کی طرح مجوسیت وثنویت میں بھی اہم ترین مسئلہ کائنات کے آغاز وانجام کا تھا۔ مجوسیت کے نزدیک کائنات کا آغاز ان دونوں اصلوں (نور وظلمت) کے امتزاج سے ہوا اور انجام اس ممزوجہ سے دونوں کے افتراق یا نور کے ظلمت سے خلاصی پانے پر ہوگا۔ اور نور کے ظلمت سے استخلاص میں جن چیزوں سے مدد ملتی ہے اُن میں سب سے

[1] شہرستانی: الملل والنحل صفحہ ۶۲۰

اہم "اعمال صالحہ" ہیں، چنانچہ ابن الندیم نے "کتاب الفہرست" میں مانوی مذہب کی تعلیمات کے ضمن میں لکھا ہے

"قال مانی: ثم خلق الشمس والقمر لاستصفاء ما فی العالم من النور... فیتصاعد ذلک مع ما یرتفع من التسابیح والتقادیس والکلام الطیب واعمال البر فقال فیدفع ذلک الی الشمس ثم ان الشمس تدفع ذلک الی نور فوقہا ... فیسیر فی ذلک العالم الی النور الاعلی الخالص[1]"

مانی نے کہا ہے: خالق تعالیٰ نے سورج اور چاند کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ عالم میں جو کچھ نور ہے اُسے صاف اور منتخب کرلیں...... پھر تسبیح و تقدیس، کلام نیک اور افعال خیر کے جو نیک نتائج بلند ہوتے ہیں اُن کے ہمراہ یہ کائنات کا نور بھی بلند ہوتا ہے اور سورج تک پہنچتا ہے۔ پھر سورج اسے اپنے اوپر والے نور کی طرف منتقل کر دیتا ہے.. ... پس وہ اس عالم میں خالص نور اعلیٰ کی طرف چلا جاتا ہے۔

اس طرح انسانوں کی نیکوکاری کے نتیجہ میں نور کا بہت بڑا حصہ ظلمت سے خلاصی پاکر نورِ اعلیٰ میں جاملے گا صرف ایک قلیل حصہ باقی رہ جائے گا جو ملائکہ کی جدوجہد سے آخرکار آزاد ہوجائے گا۔ اس کے بعد ظلمت ایک قبر میں دفن کردی جائے گی

بہر حال ثنوی ومجوسی مفکرین کی تفکیری سرگرمیوں کا محور یہی نور وظلمت کے امتزاج اور آخر میں نور کے ظلمت سے خلاصی پانے کے مسائل تھے، چنانچہ شہرستانی نے لکھا ہے:-

"ومسائل المجوس کلہا تدور علی قاعدتین احدہما بیان سبب امتزاج النور بالظلمۃ والثانیۃ سبب خلاص النور من الظلمۃ

(مجوسی مذہب کے اختلافی مسائل دو اُصولوں پر گردش کرتے تھے ایک یہ کہ نور وظلمت کے امتزاج کا سبب (کیا ہے؟) اور دوسرے یہ کہ نور کے ظلمت سے چھٹکارا پانے کا سبب (کیا ہوگا؟)

[1] ابن الندیم: کتاب الفہرست صفحہ ۴۶۱

وجعلوا الامتزاج مبدأ والخلاص معاداً[1] — امتزاج کو وہ مبدء بتاتے تھے اور خلاص اور چھٹکارے کو معاد۔

جس طرح نیک اعمال نور کے ظلمت سے خلاصی پانے کے لئے سازگار ہیں اسی طرح بدکاری نور کے ظلمت کے پھندے میں مزید جکڑنے کا موجب ہے اور اکثر بدکاریاں لین دین، شادی بیاہ اور دوسرے اجتماعی وظائف میں جھگڑوں اور نزاعات کے باعث پیدا ہوتی ہیں لہذا مانویت اجتماعی زندگی کی ہمت افزائی نہیں کرتی۔ مگر چوں کہ نہ تو جنسی تقاضوں کو دبایا جاسکتا ہے اور نہ معاشی و معاشرتی مقتضیات سے صرفِ نظر کیا جاسکتا ہے، لہذا بعد میں "مزدکیت" نے جو مانویت ہی کی ایک نئی شکل تھی اس اشکال کا حل زر، زن، زمین کے اشتراک میں ڈھونڈ لیا اور اس طرح محرمات کی حرمت بالکل اٹھ گئی اور اُس نے انتہائی گھناؤنی شکل اختیار کرلی۔ یہی موقف بعد میں پیروانِ مانی نے بھی اختیار کیا جس کی تفصیل عباسی خلیفہ مہدی کی زبانی آگے چل کر تحریر ہوگی۔

بہرحال مانویوں کا یہ اجتماعیت بےزار مسلک مزدائیت کے لئے جو ساسانی عہد میں ایران کا مملکتی مذہب تھی سم قاتل تھا لہذا موبدوں (مجوسی پیشواؤں) نے بڑی شدت سے اس کی مخالفت کی۔ یہاں تک کہ شاپور جو شروع میں مانی کا عقیدت مند تھا، اُس سے اتنا برگشتہ ہوگیا کہ اُسے جلاوطن کردیا اور تاکید کردی کہ دوبارہ اس سرزمین پر قدم نہ رکھے۔ لہذا وہ ماوراءالنہر چلا گیا۔ شاپور کے مرنے پر ہرمز اور اُس کے مرنے پر بہرام ایران کا بادشاہ ہوا۔ بہرام لہو ولعب کا رسیا تھا لہذا مانی کے پیروؤں نے جو ایران میں باقی رہ گئے تھے، اسے اس موقعہ سے فائدہ اُٹھانے اور ایران واپس آنے کا مشورہ دیا۔ مانی آیا۔ مگر نقضِ وعدہ کے الزام میں بڑی بےدردی سے قتل کیا گیا اور اس کے پیرو چن چن کر مارے گئے۔ لہذا مانوی ماوراءالنہر چلے گئے۔ تاہم[2] یہ باور

[1] شہرستانی: الملل والنحل القسم الاول صفحہ ۵۶۶ - ۵۶۷ -

[2] ابن الندیم: کتاب الفہرست صفحہ ۴۷۳

کرنے کے کافی وجوہ ہیں کہ پھر بھی کچھ مانوی ایران میں رہ گئے جنھوں نے اپنی تبلیغی سرگرمیوں کو جاری رکھا، اگرچہ خفیہ طور پر۔

اس کے بعد مجوسی مذہب میں اور فرقے پیدا ہوئے، مگر ان میں سب سے اہم "مزدکیت" تھا جو نوشیرواں کے باپ قباد کے عہد میں پیدا ہوا۔ بظاہر "مزدکیت" ایک مستقل مذہب تھا لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ غالباً یہ "مانویت" کی تجدید تھا کیوں کہ دونوں میں زیادہ فرق نہیں ہے چنانچہ شہرستانی نے ابو عیسیٰ وراق سے نقل کیا ہے :۔

حکی الوراق ان قول المزدکیۃ کقول کثیر من المانویہ فی الکونین والاصلین[1]	ابو عیسیٰ وراق نے نقل کیا ہے کہ کونین و اصلین (نور و ظلمت) کے باب میں مزدکیہ فرقے کے عقائد و اقوال بہت سے مانویوں کے مانند ہیں۔

صرف نور و ظلمت کے طریقۂ امتزاج کے بارے میں کچھ فرق تھا۔ لیکن زیادہ فرق اجتماعی تعلیمات میں تھا، بالخصوص دو باتوں میں :۔

ا۔ مزدک کا خیال تھا کہ لوگوں میں مخالفت جو آخرکار جدال و قتال کی شکل اختیار کر لیتی ہے صرف زر، زن اور زمین کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے، لہذا اُس نے یہ سب چیزیں لوگوں میں مشترک کر دیں جیسا کہ شہرستانی نے لکھا ہے :۔

"وکان مزدک ینھی الناس عن المخالفۃ والمباغضۃ والقتال۔ ولما کان اکثر ذلک یقع بسبب النساء والاموال، فاحل النساء واباح الاموال وجعل الناس شرکۃ فیھا کاشتراکھم	مزدک لوگوں کو مخالفت و دشمنی اور جدال و قتال سے منع کرتا تھا اور چوں کہ اکثر جھگڑے عورتوں اور مال کی بنا پر پیدا ہوتے ہیں، لہذا اُس نے عورتوں کو (سب مردوں کے لئے) حلال کر دیا اور مال و دولت کو (سب کے لئے) جائز کر دیا اور مال

[1] شہرستانی : الملل والنحل : القسم الاول صفحہ ۶۳۱

فی الماء والنار والکلاءِ[1] (دولت اور عورتوں کو) لوگوں میں مشترک کر دیا جس طرح پانی آگ اور چراگاہیں سب میں مشترک ہیں

۲۔ وہ اجتماعی زندگی کی بھی ہمت شکنی کرتا تھا، کیوں کہ ظاہر ہے جتنی انسانی آبادی بڑھے گی گناہ و آثام کی بھی کثرت ہوگی جس سے نور کو ظلمت کے غلبہ سے خلاصی پانے میں دشواری ہوگی۔ لہذا وہ انسانی نسل کو ختم کرنے کی ترغیب دیتا تھا اور اپنے پیروؤں کو قتل کرنے تک کا حکم دیتا تھا، چنانچہ شہرستانی نے لکھا ہے:۔

"وحکی انہ امر بقتل الانفس لیخلصہا من الشر ومزاج الظلمۃ"[2] یہ بھی حکایت کی گئی ہے کہ وہ لوگوں کو قتل کرنے کا حکم دیتا تھا تاکہ وہ بُرائی اور ظلمت کے امتزاج سے چھٹکارا پائیں۔

ظاہر ہے کوئی دانشمند فرد یا سماج اس کی اجازت نہیں دے سکتا، لہذا حکومت تو درکنار عوام کا بھی اس سے بے زار ہونا فطری تھا۔

اور یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کو بھی جو رعایا کو مذہبی آزادی دینے میں انتہائی فراخ دل تھے، زندقہ کے استیصال پر کمربستہ ہونا پڑا۔

اسلام میں زندقہ کی ابتدا (الف) ایران میں مانویوں کی واپسی:۔ اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ بہرام بن ہرمز کی سخت گیری سے خائف ہو کر پیروان مانی ماوراء النہر چلے گئے تھے جہاں صدیوں تک وہ خان کے کنف حمایت میں رہے مگر جب اکاسرہ کی سلطنت کے استحکام میں ضعف آیا اور کچھ دن بعد عرب اس پر قابض ہو گئے تو فاتحین نے دوسرے مذاہب کے پیروؤں کو جو آزادی دی تھی، مانویوں نے بھی اُسے سنا۔ لیکن چوں کہ بہرام کی سخت گیری اُنھیں ابھی بھولی نہیں تھی، لہذا احتیاطاً وہ ایک صدی تک ایران واپس آنے کی جرأت نہ کر سکے۔

---

[1] و [2] شہرستانی، الملل والنحل: القسم الاول صفحہ ۶۳۱-۶۳۲

البتہ جب دوسری صدی ہجری کے آغاز میں کچھ دن بعد خالد بن عبداللہ القسری عراق کا گورنر مقرر ہوا تو چوں کہ وہ مانویوں کے متعلق دل میں نرم گوشہ رکھتا تھا، بلکہ غالباً خود بھی بباطن "زندیق" (مانوی) تھا جیسا کہ ابن الندیم لکھتا ہے:-

"فانہ کان یُرمیٰ اعنی خالد بالزندقۃ وکانت امہ نصرانیۃ"[۴]	وہ یعنی خالد بن عبداللہ القسری زندقہ کے ساتھ متہم تھا اور اُس کی ماں عیسائی مذہب کی تھی۔

تو مانویوں نے ایران و عراق واپس آنے کی جرأت کی جہاں وہ تقریباً مہدی اور ہادی کے زمانہ تک مقیم رہے اور اس عرصہ میں اپنی ملحدانہ سرگرمیوں کے ذریعے مسلمان حتیٰ کہ عرب جوانوں کو بھی گمراہ کرتے رہے تاآنکہ مہدی اور ہادی نے اس کا استیصال کیا۔ مزید تفصیل آگے آ رہی ہے۔

(ب) الحاد و فکری بےراہ روی کا آغاز: جب ایک جانب اسلام کی معقولیت پسندی و انسان دوستی اور دوسری جانب مجاہدینِ اسلام کی سرفروشی کے نتیجہ میں دشمنانِ اسلام اس دینِ متین کو مٹانے سے مایوس ہو گئے تو انھوں نے اس کے اندر غیر اسلامی تعلیمات کے جوڑ پیوند لگانا شروع کئے جو اکثر حالات میں کفر و الحاد کے مترادف ہوتے تھے۔ یہ نامبارک کام زیادہ تر مجوسی الاصل نومسلموں نے انجام دیا۔ چنانچہ امام عبدالقاہر بغدادی نے لکھا ہے:-

وما ظہرت البدع والضلالات فی الادیان الامن ابناء السبایا[۵]	مذاہب و ادیان میں جو بھی بدعتیں اور گمراہیاں پیدا ہوئیں وہ انھیں جنگی قیدیوں کی اولاد نے داخل کی تھیں۔

افساد فی الدین کی اس سعیِ مشئوم میں سرفہرست عبداللہ بن سبا کا نام ہے جس نے سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ میں "روح اللہ کے حلول" کا دعویٰ کیا۔ حضرت علیؓ نے بعض سیاسی مصالح کی بنا پر اُسے سخت سزا دینے کے بجائے صرف جلاوطن کرنے پر اکتفا کیا۔ مگر اس طرح اسلام کے اعتقادی نظام میں "حلول" کا عقیدہ سرایت کر گیا جو ایک طرح سامانی

---

۴ ابن الندیم: کتاب الفہرست صفحہ ۴۷۳

۵ عبدالقاہر بغدادی: الفرق بین الفرق صفحہ ۷۲

ملوکیت کی "فرکیانی" کا جدید ایڈیشن تھا۔[1]

ایرانی تاجدار اسی "فرکیانی" کے سہارے خود کو دیوتا اور خدا کی آسمانی نسل سے ہونے کا دعویٰ کیا کرتے تھے چنانچہ حاجی آباد کے کتبے میں اردشیر بابکان کا بیٹا شاپور اپنے بارے میں لکھتا ہے :۔

"یہ میرا فرمان ہے، پرستار مزدا، شاپور کا، جو دیوتاؤں کی صف میں ہے، ایران اور غیر ایران کے بادشاہوں کا بادشاہ، اور خدا کی آسمانی نسل سے ہے۔"

مگر یہ انداز فکر اسلامی مزاج کے منافی تھا، کیوں کہ وہاں ملوکیت تھی اور نہ روح ملوکیت۔ پھر سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد امجاد کا رشتہ تو بی بی شہر بانو کے ذریعہ قدیم ایرانی تاجداروں سے جوڑا جا سکتا ہے اور انھیں اس "فرکیانی" کا وارث بتایا جا سکتا تھا، لیکن پہلے تین اماموں (سیدنا حضرت علی، امام حسن اور امام حسین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کے استحقاق امامت کا ثبوت اس سے کس طرح مل سکتا تھا، لہذا

---

[1] "فرکیانی" کا عقیدہ ایران میں صدیوں سے پرورش پا رہا تھا، چنانچہ "کارنامک ارتخشیر پاپکان" میں مذکور ہے کہ جب اردوان اشکانی اردشیر کے تعاقب میں روانہ ہوا تو دو مرتبہ اُدھر سے آنے والوں سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ اردشیر تو اردوان کی کنیز گلنار کے ہمراہ آندھی طوفان کی رفتار سے اُڑا جا رہا ہے، مگر "فرکیان" ایک خوبصورت مینڈھے کی شکل میں اس کے پیچھے دوڑ رہی ہے لیکن ہنوز اُس تک پہنچ نہیں پائی۔ دستور (وزیر) نے اس کی یہ توجیہ کی کہ ابھی اردشیر کو آسمانی تائید حاصل نہیں ہوئی لہذا ابھی اُمید ہے کہ اُس کی بادشاہت پر تائید یزدانی کی توثیق سے پہلے اُسے گرفتار کیا جا سکے اور حکومت اُردوان ہی کے قبضہ میں رہے۔ مگر جب جب تیسری مرتبہ آنے والوں نے بتایا کہ وہ مینڈھا اردشیر کے پیچھے جا بیٹھا ہے تو پھر دستور اعظم مایوس ہو گیا اور اردوان کو مشورہ دیا کہ اب تعاقب بے کار ہے کیوں کہ "فرکیانی" (آسمانی تائید) اب اردشیر کو حاصل ہو چکی ہے اور اس کی بادشاہت پر کارکنان قضا و قدر نے بھی مہر توثیق ثبت کر دی ہے، بقول فردوسی

کہ بخشش بپس پشت او در نشست   ازیں تافتن باد باشد بدست
چو بشنید ز اردوان ایں سخن   بدانست کاں کار او شد کہن

بعد میں دستور اعظم سے معلوم ہوا کہ یہ مینڈھا (غرم) ہی جو پہلے اردشیر کے پیچھے دوڑ رہا تھا اور آخر میں اس کے پیچھے جا بیٹھا "فرکیانی" ہے جو تائید آسمانی کی علامت ہے فردوسی لکھتا ہے۔

بدستور گفت آں زماں اردواں   کہ ایں غرم بارے چرا شد رواں
چنیں داد پاسخ کہ ایں فر اوست   بشاہی و نیکاختری پر اوست

فتنہ پرداز دشمنانِ دین نے "حلول" کا ڈھکوسلا گھڑا کہ "روحِ الوہیت" نے مختلف پیغمبروں کے اجسادِ مطہرہ سے منتقل ہو کر حضرت علیؑ اور اُن کی اولادِ امجاد میں اور آخرکار ان مدعیانِ دروغ بافت کے اندر حلول کیا اور اس ڈھکوسلے سے ان لوگوں کا مقصد افساد فی الدین تھا۔ چنانچہ امام عبدالقاہر بغدادی نے لکھا ہے :-

"الحلولية . . . غرض جميعها القصد الى افساد القول بتوحيد الصانع . . . وذلك ان السبائية والبيانية والجناحية والخطابية والنميرية باجمعها حلولية . . . . اما السبائية فانما دخلت في جملة الحلولية لقولها بان عليا صار الٰها بحلول روح الاله فيه وكذلك البيانية زعمت ان روح الاله دارت في الانبياء والائمة حتى انتهت الى علي ثم دارت الى محمد بن الحنفية ثم صارت الى ابنه ابي هاشم ثم حلّت بعده في بيان بن سمعان وادعوا بذلك الٰهية بيان بن سمعان[1]"

حلولیہ ..... اس (انداز فکر کے سب فرقوں) کا مقصد توحید باری تعالیٰ کے عقیدہ کو خراب کرنا تھا ..... اس کی تفصیل یہ ہے کہ سبائیہ، بیانیہ، جناحیہ خطابیہ، نمیریہ سب کے سب حلولیہ (حلول الوہیت) INCARNATION کے قائل ہیں۔ جہاں تک فرقہ سبائیہ کا تعلق ہے وہ فرقہ حلولیہ میں اس وجہ سے داخل ہے کہ ان کا عقیدہ تھا کہ روح الوہیت کے حضرت علیؑ میں حلول کرنے کی وجہ سے وہ (حضرت علی) خدا بن گئے۔ اس طرح فرقہ بیانیہ کا گمان ہے کہ روح الوہیت انبیاء اور ائمہ کرام میں منتقل ہوتی ہوئی حضرت علی تک پہنچی پھر محمد ابن حنفیہ میں منتقل ہوئی پھر ان کے صاحبزادے ابی ہاشم میں اور ان کے بعد اس نے بیان بن سمعان میں حلول کیا اور اس وجہ سے وہ بیان بن سمعان کی الوہیت کا دعویٰ کرتے ہیں۔

کچھ ایسا ہی اندازِ فکر "حلولیہ" کے باقی فرقوں جناحیہ، خطابیہ اور نمیریہ وغیرہ کا تھا۔

سائنٹیفک طور پر عبداللہ بن سبا نے توریت "وصی" کا تصور ڈھونڈ کر شیعانِ علی کو بتایا جس

---

(۱) امام عبدالقاہر بغدادی : الفرق بین الفرق ص ۱۵۲

سے انھوں نے اپنے مذہب کی تائید و تبلیغ میں کام لیا۔ مرجیہ نے یہود سے **لا تضر مع الایمان معصیۃ** کا تصور لیا۔ سوسن نصرانی سے معبد جہنی نے "قدر" کا عقیدہ لے کر اس بدعت کی تبلیغ کی اور دوسری صدی کے آغاز میں جعد بن درہم نے سمعان یہودی سے خلق توریت کا عقیدہ لے کر خلق قرآن کے فتنہ کا آغاز کیا۔

مگر ان سب میں خطرناک ترین "حلول" کا عقیدہ تھا جس نے عباسی خلافت کے زمانہ میں بڑی خطرناک شکل اختیار کرلی۔ تفصیل آگے آرہی ہے۔

(ج) - زنادقہ کی ابتداء:- حلول و تناسخ کے قائل ملاحدہ کے علاوہ دوسری صدی شروع ہوتے ہی زنادقہ بھی ملنے لگتے ہیں۔ سب سے پہلا شخص جو اس بدعت کی سربراہی کرتا ہوا ملتا ہے جعد بن درہم ہے۔ وہ "خلق قرآن" اور "انکار صفات باری تعالیٰ" کے علاوہ زندیق بھی تھا۔ چنانچہ ابن الندیم نے "کتاب الفہرست" کے نویں مقالہ میں

"اسماء وذكر رؤساء المنانية فى دولة بنى العباس وقبل ذلك"

کے ذیلی عنوانات کے تحت دولۃ اسلام میں فرقہ مانویہ کا پہلا رئیس جعد بن درہم ہی کو بتایا ہے۔ جو آخری اموی خلیفہ مروان الحمار کا استاد تھا۔ جعد ہی کے زیر تعلیم مروان بھی زندیق ہوگیا چنانچہ ابن الندیم اسی ذیلی عنوان کے تحت آگے چل کر لکھتا ہے۔

"كان الجعد بن درهم الذى ينسب اليه مروان بن محمد فيقال مروان الجعدى وكان مودباً له ولولده فادخله فى الزندقة"[1]	جعد بن درہم جس کی طرف (آخری مروانی خلیفہ) مروان بن محمد منسوب ہے اور اسی وجہ سے اسے مروان جعدی کہا جاتا ہے اس مروان جعدی اور اس کے بیٹے کا استاد تھا۔ لہٰذا اس نے اسے زندیق بنالیا۔

بہر حال دوسری صدی کے ربع اول میں ابن الندیم نے تین شخصوں کو زندیق بتایا ہے

---

[1] ابن الندیم: کتاب الفہرست صفحہ ۴۷۲۔

۱۔ جعد بن درہم جو بدعتی (خلقِ قرآن) اور انکارِ صفاتِ باری کے قائل ہونے کے علاوہ پکا زندیق تھا۔ جیسا کہ ابن الاثیر نے لکھا ہے۔

"قیل ان الجعد کان زندیقا وعظہ میمون بن مہران فقال لشاہ قباذ احب الیّ مما تدین بہ" [1]

کہا گیا ہے کہ جعد بن درہم زندیق تھا۔ ایک مرتبہ میمون بن مہران نے اسے وعظ و نصیحت کی تو کہنے لگا کہ شاہ قباذ مجھے اس مذہب سے زیادہ عزیز ہے جس کے تم پیرو ہو

۲۔ مروان الحمار آخری اموی خلیفہ جو جعد کا شاگرد تھا اور اسی کی صحبت میں زندیق ہوا۔ بلکہ حافظ ابن تیمیہ کی تصریح کے مطابق اسی زندقہ کی نحوست میں اپنی جان اور حکومت کھو بیٹھا۔

۳۔ خالد بن عبداللہ القسری جس کے بارے میں ابن الندیم لکھتا ہے۔

"انہ کان یرمی اعنی خالد بالزندقۃ وکانت امہ نصرانیۃ" [2]

وہ یعنی خالد بن عبداللہ القسری کو زندیق ہونے کی تہمت لگائی جاتی تھی اور اس کی ماں مسیحی المذہب تھی۔

خالد بن عبداللہ القسری ہی نے زنادقہ کی طرف میلان کی بنا پر مانویوں کو تین صدی کے بعد عراق میں بسنے کی اجازت دی تھی۔ ابن الندیم ان مانویوں کی واپسی کے بارے میں لکھتا ہے

---

(۱)۔ ابن الاثیر: الکامل الجزو الخامس ص ۱۶۰

(۲)۔ ابن الندیم: کتاب الفہرست ص ۴۷۳

"فعادوا الی ھذہ البلاد ... فان خالد بن عبداللہ القسری کان یعنی بھم"[1]

پس یہ (مالزی فرقہ کے) لوگ ان شہروں (عراق وغیرہ) کی طرف واپس آئے ... کیونکہ (عراق کا گورنر) خالد بن عبداللہ القسری ان لوگوں کا بہت زیادہ خیال کرتا تھا۔

ہشام کے حکم سے خالد بن عبداللہ القسری نے جعد بن درہم کو انکارِ صفاتِ باری تعالیٰ کے الزام میں قیدخانہ میں ڈالدیا تھا۔ جب قید کی مدت طویل ہوگئی تو جعد کے اہل وعیال نے ہشام سے جاکر شکایت کی۔ ہشام سمجھتا تھا کہ خالد نے اسے قتل کرڈالا ہوگا۔ اب جو معلوم ہوا تو اس نے اسے حکم بھیجا کہ جعد کو قتل کردے[1] اور خالد بن عبداللہ القسری نے (غالباً بادلِ ناخواستہ) بقرعید کے دن اسے ڈرامائی انداز میں قتل کردیا۔

پچھلی قسط میں ذکر آچکا ہے کہ بصرہ میں چھ متکلموں کی ایک جماعت تھی: واصل بن عطار، عمرو بن عبید، عبدالکریم بن ابی العوجا، صالح بن عبدالقدوس، بشار بن برد شاعر اور ایک ازدی شخص جس کے مکان پر یہ لوگ بحث ومباحثہ کیا کرتے تھے۔ ان میں سے واصل اور عمرو بن عبید معتزلی ہوگئے[2]۔ ازدی میزبان نے بدھ مت ("سمنیت") اختیار کرلیا[3]۔

---

[1] ابن الندیم: کتاب الفہرست صفحہ ۴۷۲

[2] ایضاً ص ۴۷۳

[3] ابوالفرج اصفہانی۔ کتاب الاغانی

عبدالکریم بن ابی العوجاء (جسے ابن الندیم نعمان ابن ابی العوجا بتاتا ہے؟) صالح بن عبدالقدوس اور بشار بن برد کو ابن الندیم زنادقہ کا رئیس اور زندقہ کا علمبردار و ترجمان لکھتا ہے[۲]۔ غالباً اس زمانہ میں ان تین کے علاوہ اور بھی زنادقہ تھے جو بظاہر مسلمان تھے۔ اور باطن زندیق، چنانچہ ابن الندیم

"ومن رؤساهم المتکلمین الذین یظهرون الاسلام ویبطنون الزندقة"

کے زیر عنوان لکھتا ہے۔

" ابن طالوت، ابوشاکر، ابن اخی شاکر، ابن الاعدی، الحریری نعمان بن ابی العوجاء (غالباً عبدالکریم بن ابی العوجاء) صالح بن عبدالقدوس[۳]"

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پہلے خالد بن عبداللہ القسری کی پشت پناہی اور حمایت سے اور بعد میں امویوں اور عباسیوں کی خانہ جنگی نیز ابومسلم وغیرہ کی بغاوت اور علویوں کے خروج سے قوی دل ہوکر ان لوگوں نے جارحانہ طور پر اپنے مذہب (مانویت) کی تائید میں کتب و رسائل لکھنا اور متکلمین اسلام نے ان کے رد میں جو کچھ لکھا تھا اس کا کاٹ کرنا شروع کر دیا تھا۔ چنانچہ بن الندیم ان کے ناموں کی فہرست دینے کے بعد ان کی دعوتی سرگرمیوں کے بارے میں لکھتا ہے:-

"وهؤلاء کتب مصنفة فی نصرة الاثنین	اور ان لوگوں (زنادقہ کے پیشوا اور
ومذاهب اهلها وقد نقضوا کتبا کثیرة	ترجمانوں) نے "ثنویت" (نور و ظلمت

---

(۲) - ابن الندیم : کتاب الفہرست ص ۴۷۳

(۳) - ایضاً صفحہ ۴۷۳

صنفها المتکلمون فی ذلک۔"
(ابن الندیم ۔ کتاب الفہرست ص۴۷۳)

کے عقیدہ) اور اس کے ماننے والوں کے مذاہب کی تائید و نصرت میں کتابیں تصنیف کیں ۔ نیز ان کتابوں کے رد بھی لکھے جنھیں اس باب میں متکلمین اسلام نے مرتب کیا تھا ۔

اس تفصیل سے واضح ہوجاتا ہے کہ دوسری صدی ہجری کے ثلث اول میں یعنی مامون کی تخت نشینی سے سنتر سال پہلے زنادقہ کی سرگرمیوں نے بڑی شدت اختیار کرلی تھی ۔ (باقی آئندہ)

اخبار التنزیل

قرآن اور حدیث کی پیشین گوئیاں ۔

تالیف : مولانا الحاج محمد اسماعیل صاحب سنبھلی

اس کتاب میں قرآنِ پاک اور فرمودات نبوی کی پیشین گوئیاں پُر اثر انداز میں جمع کردی گئی ہیں ۔ قرآنِ مجید اخبار غیب کا حامل ہے اس کی یہی خصوصیت اس کے کلام الٰہی ہونے کے دلائل میں ایک روشن دلیل بلکہ برہانِ قاطع ہے ۔ ان کے مطالعے سے ایمان میں تازگی ، پختگی اور قرآن کے کلام الٰہی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت میں یقین و اذعان پختہ ہوگا

تقطیع متوسط ۲۲×۱۸/۸ ۔ صفحات ۱۴۴

قیمت بلا جلد ۶/۲۵ مجلد ۸/۲۵

ملنے کا پتہ : ندوۃ المصنفین ۲۰ اردو بازار جامع مسجد دہلی ۶ ۔